

ضمیمہ اردو کلیات نظم حالی

مشتمل بر نظم و نثر فارسی و عربی

الطائف حسين حالي

# ضابطہ و کلیات نظم

مشتمل ہے

Checked  
1987

## نظم و نثر فارسی و عربی

جو ابتدائے سن تیز سے ۱۳۲۲ھ تک مختلف اوقات میں  
عالیجناب شمس العلماء مولوی حافظ خواجہ الطواف حسین صاحب عالی  
کے کلک جہ اہر سلاک سے تراوش پائی رہیں  
اور اب فائدہ عام کے لئے

حفظ مایش جناب حافظ خواجہ صاحب مجدومی پائی تہی



فاکار حافظ عبد السلام ساریک نے اپنے

ہندوستان کی فہرست کتب و رسائل  
میں درج ہے



صفحہ	مضمون	نمبر	صفحہ	مضمون	نمبر
۵۱	قطبہ تاریخ تعمیر چاہ بنا کر ہدیہ محمد زکی	۲۵	۳۰	دشکر یاد آوری عالیجناب تہران شہر اللہ	۳۰
۵۱	رئیس سوئی پت	۲۶	۳۱	آزادیل نواب سید علیخان بہادر مستحق	۳۱
۵۱	قطبہ بروقات مولوی چراغ علی مرحوم	۲۶	۳۲	والی میاست رام پور	۳۲
۵۲	قطبہ تاریخ وفات جناب خواجہ کرمت علی	۲۷	۳۳	ترکیب	۳۳
۵۲	صاحب مرحوم جو حافظ محمد یعقوب صاحب	۲۷	۳۴	مرثیہ جناب تملاب اور الدولہ عاقبہ بیگ	۳۴
۵۲	محمدی کی فرمائش سے لکھا گیا تھا۔	۲۷	۳۵	ڈاکٹر سید احمد علی خان غفلو	۳۵
۵۳	نشر فارسی	۲۸	۳۶	قطبہ دشکر صحت یابی شمس العلماء سولانا شہلی	۳۶
۵۳	دیباچہ سفر نامہ حکیم نامہ خسرو متین سوانحی	۲۹	۳۷	نمازی۔	۳۷
۵۳	حکیم موصوف کہ بخلاف تذکرہ نگاران شیخین	۲۹	۳۸	عیدی شب برات	۳۸
۵۳	حقائق واقفیت از سفر نامہ دیوان شعراء	۲۹	۳۹	قطعات تاریخ و مختلف واقعات	۳۹
۵۳	ہستہ باطکر وہ بصحت ہرچہ تمام تر نوشتہ	۲۹	۴۰	تاریخ	۴۰
۵۳	شہ است۔	۲۹	۴۱	قطبہ تاریخ طبع دیوان میر محمدی جبریل بلوی	۴۱
۵۳	ترجمہ بعضی از مقالات حکما کے اردو پا از	۳۰	۴۲	تاریخ بنائے مکان سید عوض علی مرحوم	۴۲
۸۰	انگریزی و پارسی	۳۰	۴۳	چارچہ شمع بلند شہر انور	۴۳
۸۰	ترجمہ و تہذیب بعضی از مضامین تفسیر	۳۱	۴۴	قطبہ تاریخ مسجد واقع سوئی پت انور	۴۴
۸۰	محاسن الاخلاق مرتبہ جناب شیخ بہادر علی	۳۱	۴۵	تاریخ بیانات محمد ابراہیم جو اس مرگ طالب علم	۴۵
۸۰	مولوی فکار اللہ مرحوم از اردو در پارسی	۳۱	۴۶	بی اسے کلاس دہلی کلج	۴۶
۸۲	حالیہ ایران۔	۳۱	۴۷	تاریخ بہ پایاں رسیدن نکتہ سید مریدی	۴۷
۸۲	کبر و خود پسندی	۳۲	۴۸	مرحوم رئیس گلادوشی قد بلند شہر	۴۸
۸۲	شجاعت	۳۲	۴۹	تاریخ اورنگ زیبی حضور آصف چاہ نظام	۴۹
۸۵	مناصب جلیلیہ	۳۲	۵۰	الملک سادوس سپہ محبوب علیخان بہادر	۵۰
۸۵	ہج و دستاویز	۳۳	۵۱	فرمان دوائے ملک و کن غلام اللہ ملک	۵۱
۸۶	مشق دھارت	۳۳	۵۲	تاریخ رحلت جناب نواب ضیاء الدین احمد خان	۵۲
۸۸	رسوبیت و ناگاہی	۳۳	۵۳	صاحب مرحوم و بلوی رئیس لوہارو	۵۳
۹۰	تعلیم	۳۳	۵۴	تاریخ بنائے مہل سرکے در موضع سوئی پت	۵۴
۹۰	علم خدکات	۳۳	۵۵	پنجاب بحساب سال عیدی	۵۵
۹۲	خود کشی	۳۳	۵۶	تاریخ بنائے باغ در موضع تہذیب ضلع مظفرنگر	۵۶
۹۲	زندگیاں فخرہ	۳۳	۵۷	مرثیہ یادہ سید فیاض علیخان رئیس تہذیب	۵۷
۹۵	دوستی	۳۳	۵۸		۵۸

صفحہ	مضمون	نمبر	صفحہ	مضمون	نمبر
	بقاؤم کی شادی کھڑائی کے موقع پر بلوچیا کی		۹۵	ختم پرترازیو یوانکی است	۶۳
۱۱۹	بیاری کی حالت میں لاہور میں بھی گئی تھی	۸۶	۹۶	عجبت ماوری	۶۴
	حرفی کی آیات و ہدی کے اجاب کو لاہور کے کھکر	۸۷	۹۷	استہزاء	۶۵
۱۲۱	بھی گئی تھیں۔			عجارت گنا پر لے مرقد مرحوم سید	۶۶
	نظم عربی کا ردی صاحب کی شان میں لکھی گئی	۸۱	۹۷	امیر علی رئیس دہلی خضر لہندہ	
۱۲۲	تھی جبکہ وہ قائم مقام ڈاکٹر شری شری قلم تھے			لوح کتبہ مرقد مرزا اتھی بخش مرحوم کہ جب	۶۷
	نظم عربی مبارک باوشادی کھڑائی مرزا شریا	۸۲	۹۸	اقران مرزا سیماں جاہ صاحب نوشتہ شد	
۱۲۳	صاحب گوگانی			<b>نثر تہذیب</b>	۶۸
۱۲۵	قصیدہ بانیہ در شان حضرت شاہ عبدالغنی رح	۸۳	۹۹	تقریظ دیوان فارسی حضرت مسرتی رح	۶۹
	مبارک یاد خطاب فہم العلماء بچا کے لانا شبلی	۸۴		تعالیٰ کہ در سال ہزار ہشتصد و مفتاد و	
۱۲۸	نعمانی کہ در علی گڑھ نوشتہ شد		۹۹	مسیحی دیر زمان حیات مصنف منظور شد	
۱۲۹	<b>نثر عربی</b>	۸۵	۱۰۳	تقریظ دیوان سالک	۷۰
	حضرت نامہ موسویہ حضرت مولانا مقتدا	۸۶	۱۰۶	تقریظ دیوان خلق	۷۱
	شاہ عبدالغنی قلم سرکہ ہا قصیدہ بانیہ در			عرضداشت بحضور ذاب کلب علیخان ہاؤ	۷۲
۱۲۹	مدینہ منورہ ارسال داشتہ بود			رئیس مام پور در شکر جلیبیہ و اوقاف مسیحی	
۱۳۰	دوسرا خط جناب ممدوح کے نام الخ	۸۷		برہ ستیوئے خاقانی و مجموعہ نثر فارسی	
۱۳۱	کتوب بنام مرزا اشرف بیگ مرحوم دہلوی	۸۸	۱۰۹	ہدوتہ التاج	
۱۳۲	کتاب آخری کے	۸۹	۱۱۰	ایضاً	۷۳
۱۳۳	کتاب آخری کے اولیٰ بعد المعادۃ الخ	۹۰		عرضہ بنام نامی جناب مرزا اسد اللہ خاں	۷۴
۱۳۴	کتاب آخری کے الیٰ مدیر البحرینہ و الخ	۹۱		غالب بیان معنی شعر نظیری کہ جناب ممدوح	
۱۳۵	صورۃ ما نقلت علی اللطوفات الضیائیہ الخ	۹۲		آرا ناقص العیادہ نظری قرار دادہ بودند	
۱۳۸	خطبہ الحجۃ	۹۳	۱۱۱	حسب ایمائے آنجناب	
۱۳۹	گلستان سعدی کی حکایت کا ترجمہ	۹۴		بنام جناب حاجت خانہ قاضی عبدالرحمن مرحوم دہلی	۷۵
۱۴۱	دوسری حکایت	۹۵	۱۱۳	متمخلص پنجین	
	بنام جناب از اہل علم کہ دیسوت مقیم بودند و کام	۹۶	۱۱۴	ایضاً	۷۶
۱۴۱	ایشان فرمودش شد			بنام جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی	۷۷
۱۴۲	جلد صاحب	۹۷		<b>نظم عربی</b>	۷۸
	<b>تمت</b>			نظم عربی جو محمد علی منشی محترم اسد خان ام	۷۹

## صحف نامہ ضمیمہ اردو گلیاست نظم حالی

صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح	صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح	صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح
۱۲	ہالز راپا	۱۲۶	صدائے	۱۸	۸۳	کسیقتہ	سپتہ	۵	۱		
۲	صدق	۱۲۷	صوتی حال میں	۶	۸۴	پاراسے	پاراسے	۱۲	۱۲		
۵	مصیب	۱۲۸	کسانے کہ	۱۵	۸۵	رہجرتی	سجری	نوٹ	۱۶		
۵	تھہری	۱۲۹	سوانح	۱۹	۸۶	مشیر	شیر	۱۰	۱۹		
۸	مہایتہ	۱۳۰	امرا انارفل	۸	۸۷	دواع	دواع	۱	۲۰		
۱۶	تاثرہ	۱۳۱	آن کاروانک	۱۱	۸۸	افقی	افقی	۲	۲۵		
۲	سینغند	۱۳۲	کہ اترادیک	۵	۸۹	یوسف منجان	رؤف طخان	نوٹ	۲۶		
۵	مکثلی	۱۳۳	لا یغبر	۵	۹۰	ستیم	متم	۵	۵		
۱۰	قد رکشت	۱۳۴	جز در کوچہ	۷	۹۱	ایں	ازیں	۱	۳۰		
۱۰	اغلقوہ	۱۳۵	روشیہ بیانی	۲	۹۲	گرفت زنی	گرفت زنی	۱۵	۱۱		
			آمہ و کب	۱۱	۹۳	خلق را	خلق	۱۶	۳۳		
			لطافت بکرا	۱۳	۹۴	آن سراج	آن سراج	۱۷	۳۴		
			ونودیش	۱۸	۹۵	سناں	سناں	۷	۳۷		
			عالیہ	۹	۹۶	فیت این	فیت این	۱۳	۵		
			من ہم	۹	۹۷	بہرہ برد	بہرہ برد	۱۵	۵		
			دیدار جمال	۶	۹۸	سیرشتہ	سیرشتہ	۱	۳۰		
			حلا	۱۱	۹۹	راقم خود گیتا	راقم خود	نوٹ	۳۲		
			التیم	۱۲	۱۰۰	آہ اٹل	آہ اٹل	۸	۳۶		
			ابقی	۹	۱۰۱	کشتہ مانگتہ	کشتہ مانگتہ	۱	۵۲		
			خفا بری	۱۰	۱۰۲	گس تجیدہ	گس تجیدہ	۲	۵		
			ازجو	۵	۱۰۳	استنباط	استنباط	۶	۵۳		
			میشیا	نوٹ	۱۰۴	۸۹	۸۹	نوٹ	۵۵		
			پس پس	۵	۱۰۵	سایہ صورت	سایہ صورت	۱۹	۵۹		
			من بقنات	۴	۱۰۶	اندازہ	اندازہ	۵	۵		
			برامیاں	نوٹ	۱۰۷	ستنہ پائہ	ستنہ پائہ	۱۹	۶۲		
			موالات	۲	۱۰۸	خفا کے شلا	خفا کے شلا	۱۵	۶۸		
			بلعز	۱۳	۱۰۹	کتبت	کتبت	۱۳	۶۹		
			بجلا بپ	۲۰	۱۱۰	اور پس اند	اور پس اند	۲	۸۱		





یہاں تک کہ کاپی کسیر شان سمجھتے تھے چنانچہ مذہبی اور علمی کتابیں اکثر عربی  
 زبان میں لکھی گئی تھیں۔ مگر رفتہ رفتہ زمانہ کے انقلاب سے وہ میلان کم  
 ہوتا شروع ہوا۔ اور آخر کار یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ دونوں زبانوں میں تصنیف تالیف کرنا  
 یا نظم و نثر لکھنا موقوف ہی نہیں ہوا بلکہ بقابلہ اردو زبان کے محض فضول سمجھا جانے لگا۔ عربی علم  
 و نوبت دن پہلے ملک سے رخصت ہو چکا تھا۔ مگر غالب مرحوم اور ان کے معاصرین کے بعد فارسی  
 شاعری اور انشا پر فارسی کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

مذکورہ بالا کتاب کے تقریباً سو شہ برس پہلے راقم کو فارسی نظم و نثر لکھنے کا خیال پیدا ہوا  
 تھا۔ لیکن ایک عرصہ تک وہ خیال میلان طبع کی حد سے آگے نہیں بڑھا۔ حسن اتفاق سے ۱۸۶۳ء  
 میں میرا تعلق جناب مخدوم باب نواب محمد مصطفیٰ خاں مرحوم و منقولہ میں ہو گیا۔ وہ تعلقہ دار جہانگیر آباد  
 ضلع بلند شہر کی سکسار میں جو کہ فارسی میں حسرتی اور اردو میں شیفتہ تخلص کرتے تھے۔ ہو گیا۔ اور  
 اس تعلق کی وجہ سے تقریباً آٹھ نو برس انکی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ جناب محدوم کا  
 قیام ۱۸۵۶ء کے بعد سے زیادہ ترجہا نگیر آباد میں رہنے لگا تھا جہاں مخاطب صحیح کیا تھا۔ اسلئے  
 وہ فکر شعر کی طرف بہت کم متوجہ ہوتے تھے۔ لیکن جب راقم وہاں رہنے لگا تو رفتہ رفتہ جناب محدوم  
 کا شوق انہر فوتانہ ہو گیا۔ اگرچہ اُس وقت تک مجھ کو فارسی یا اردو میں فکر شعر کرنے کا بہت ہی کم  
 اتفاق ہوا تھا۔ مگر جناب محدوم کو اور متوجہ دیکھ کر میرے دل میں بھی تحریک پیدا ہوئی۔

فارسی یا اردو کی جس زمین میں وہ غزل لکھتے مجھے بھی اپنے ساتھ شریک فرماتے۔ انہیں  
 میں تنہائی اور قلمت مشاغل کے سبب بنی ادب کی ہوس بھی چٹکیاں لینے لگی۔ اگرچہ علم ادب  
 کسی اُستاد سے باقاعدہ پڑھنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ اور نہ کسی ادیب سے اصلاح لینے کا موقع ملا  
 تھا۔ مگر چونکہ لٹریچر سے فی الجملہ نسبت تھی۔ کبھی کبھی ڈکشنریوں کی مدد سے ادب کی آسان آسان کتابیں

لکھنے والے شاعر اور شاعرین کی زبانوں کی عربی نظموں میں عربی اور فارسی کے لفظوں کی طرح  
 برکت اور حلی اور حاکم فارسی اور لاد کے ساتھ عربی نظم و نثر میں آجیسا عجیب خاصہ فرسائی کرتا رہا اور  
 زمانہ آج پہنچا کہ فارسی اور عربی کے مخاطب صحیح تمام ملک میں نایاب ہو گئے۔ اور دونوں زبانیں ہندوستان  
 کی موعہ زبانوں میں شامل ہونے کے قائل ہو گئیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ماہری زبان کے سوا دوسری زبان میں جو نظم یا نثر لکھی جاتی ہے گو کہ وہ کیسی ہی  
 بے عیب ہو اور زبان کی نظر میں اسکی کچھ وقعت نہیں ہوتی۔ الا ماشاء اللہ۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اہل وطن  
 کے نزدیک قبولیت کا درجہ حاصل کر لے لیکن جب اہل وطن کسی ملکی انقلاب کے سبب اس غیر زبان سے  
 بیگانہ محض ہو جائیں۔ اور اسکی جگہ ملک میں دوسری زبان قائم ہو جائے تو رفتہ رفتہ اسکی شاعری اور  
 انشا پر فغانی کلچرل غمیشہ کے لیے گل ہو جاتا ہے۔

یہی حال آج کل ہندوستان میں قدسی اور عربی لٹریچر کا ہے۔ دونوں زبانوں کی نظم و نثر کے  
 سووے جو کبھی کبھی کے لکھے ہوئے پڑے تھے۔ انکی نسبت متروک تھا کہ انکو کیا کیا جائے تو میں  
 کوئی ایسی شخصہ لانا نہیں چاہتا جتنی جہاں افراد قوم کے دل کو اپنے یا اپنے جہت سیاط کے ساتھ  
 رکھے جائیں۔ پھر اہل وطن کا ان دونوں زبانوں سے عموماً نا آشنا ہونا اپنے اس قدیم شعر کا مضمت  
 یاد دلاتا تھا۔

سخن پر ہمیں اپنے روز پڑے گا۔ یہ دفتر کسیدن ڈوبنا پڑے گا۔  
 لیکن مذکورہ بالا سوواںات کچھ تو اس جہت سے کہ بڑی کاوش سے لکھے گئے تھے اور زیادہ تر  
 اس خیال سے کہ قومی خصیصیات کی یادگار تھے۔ انکو رائیگاں کھونا گوارا نہوا۔ چنانچہ تمام یہی جہت  
 ہم پہنچ سکے اور دوسرے فراموش کیے گئے۔ اور قبل کی ترتیب کے ساتھ اس مجموعے میں جو کلیات نظر  
 کے آخر میں بطور ضمیمے کے منقح کیا جائے گا۔ داخل کر دیے گئے۔ یعنی اول نظم فارسی۔ اس کے بعد عربی

یہ ضخیمہ اگرچہ کوشش فلسفی اور عربی دونوں زبانوں کی نظم و نثر پر مشتمل ہے۔ مگر عربی کلام سعید  
تخلیل ہے کہ اسکا عدم اور وجود پر ہے۔ حق یہ ہے کہ اگر ہمیں ایک قصیدہ حضرت مولانا دمقوت زینا شاہ  
عبدالعزیز نقشبندی مجددی قدس سرہ کی شان میں نہوتا۔ جو تقریباً ۱۲۸۳ھ ہجری میں مدنیہ منورہ  
پہنچا گیا تھا۔ اور جسکی نسبت جناب ممدوح نے بعض اوبائے مدنیہ کی پسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔ تو  
راقم کو ہرگز یہ جرأت نہوتی کہ اپنا عربی کلام اس ضخیمہ میں داخل کرنے کی سہادت کرتا۔

ذمقلم  
پانی پت

حالی

# نظم فارسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## غزلیات

یہ غزلیں اسی زمانے کی ہیں جبکہ خیالات میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں ہوا تھا۔ جس قسم کے مفاد میں غزلوں میں اوپر سے بندھتے چلے آتے تھے۔ اسی روش پر چند غزلیں لکھی گئی تھیں۔ جنکو بعد کے چند کے سوا میں اپنے موجودہ خیالات کے موافق پر ایک میں پیش کرنے کے حق نہیں سمجھتا تھا لیکن بعض اہل کلام کے اسرار سے انکو اس مجموعہ میں شامل کرنے پر مجبور ہوا۔

اسے تکیہ بے بقا تو خطا را	وسے ناز بخت تو رجا را
عاجت کند از طرب فراموش	خوانی چو بسوسے خود گدا را
جاد و دل خویش ہم نیابد	رائی ز دولت چو پاؤشا را
علت تو بری و باز بندی	بر صنعت و یگواں شفا را
ہمیشہ زنت و مصلحت را	بد نام نموده دوا را
بازار صیبا نموده گرم	بر ہم زودہ طستہ دوتا را
باشعلہ ہزار امید	پوشیدہ سراغ دعا را
در روشنی ہزار خورشید	گر ساختہ چشمہ بقا را

برتے ز اُفق بروں چماندہ  
 زمیرے بگلوئے جاں نشاندہ  
 در بر دین سپردا وہ دستے  
 از غیر گسستہ اندک اندک  
 ہر یک ز حیا س و علم و ادراک  
 ہیں پر وہ کہ کثرت کجست ہے  
 از آئینہ نام بجز مثالیت  
 ز رخ ز تو بے نمک نخواستیم  
 راز تو بلب نمی پسندیم  
 از سختی و سرور و تامل  
 از شعلہ دل بجاں خبر کن  
 ز شمیم ز نسرق تا قدم بشت  
 کردیم گناہ و فاش گفتیم  
 حرفِ طلبت بلب نہ رسید  
 تا بر کریم تو تکبیر دارم  
 حالی! چه زنی تو دم ز تو حید  
 جانے کہ بجز اعتراف ہے  
 آنجا چه مجال لطف باشد  
 اینجا بجز خامشی نہ رسید  
 ہم پازوہ در ریش گیا را  
 لب تشنہ خویش کردہ مارا  
 انداز بستان و لہزارا  
 ولہائے بالفت آشنا را  
 از نور تو شد حجاب مارا  
 پرواز روئے عالم آرا  
 ہم رنگ زواو ہم جبارا  
 ہم درو فرست و ہم دوارا  
 ہم ساز بسوز و ہم نو آرا  
 دائم گرم ستم نما را  
 محفل سنگدار کیمیہ آرا  
 مارا و چشم ما می آرا  
 پذیر گناہ بے ریا را  
 انداختم از میاں و عارا  
 در راہ فلندہ ام عصارا  
 چون نا بلدی روح خدا را  
 خیل عشر فاؤ نبی آرا  
 ہر باقہ سیرے زار خارا  
 نامحرم سیر تکبیر آرا

از پام بلند پر کہ داری معذور کنش در نارسا را

چوں نهد گوشش بر تراژنا رو داد پاؤ ما فسانہ ما  
 ورو میسب بار و از تراژنا حذر از گرمی ز پانہ ما  
 ورود لها شنیدہ بسیار اندکے گوشش کن تراژنا  
 بایدت قدر خویشتن دانست پاکے بیرون منہ ز خانہ ما  
 در سرب آب خضر میجویی اسے وفا جستہ و نہ مانہ ما  
 گوہرے کز دو کون بیرون است میتوان یافت و حسن تراژنا  
 زیر لب ناکشودہ طوبالیت کاشش پرسی ز ما فسانہ ما  
 برق کز طور و اشتد وینغ سر برد آور و نہ آسشیانہ ما  
 قدر حالی ز قوم کس نشناخت حاجت رفت از میانہ ما

خاکساری از جہانے دیگر است این زمیں بلا آسمانے دیگر است  
 شیخ ہمعیوت نہ معبود من است سجدہ ام ہر آستانے دیگر است  
 با ہزاراں رنگ باید ساختن یاد را۔ ہر لحظہ شانے دیگر است  
 اہل دین معذور و انہم کہ من انچہ گویم از زبانیے دیگر است  
 ہم تغافل ہم تظاول و ہم ہم دل کہ بود از چشم مورے تنگ عشق مرد و استخوانے دیگر است  
 چل نظر کردم جہانے دیگر است

برتتا بدول مدارائے کے  
 در سر شیش مہیا نے دیگر ہست  
 بڑہ طیب سنبیل زلف سہم زیاد  
 ایں نسیم از پوست لے دیگر ہست  
 منتہائے راہ عشق اقاوی ہست  
 سنرل مارا نشا نے دیگر ہست  
 قیس و راقم مرور راہ من نہیںد  
 اندیں رہ کاروائے دیگر ہست  
 من ز رویش حسین حسنی دیدہ ام  
 انچہ دل بڑہ ہست آنے دیگر ہست  
 کارحالی نیست کار احمد ہست  
 دریں عشقت را بیانیے دیگر ہست

یار با تست گرت جذبہ گیو کے ہست  
 یوسف آخرو دو آنجا کہ ز لہجائے ہست  
 سے پسندی کہ ز بیم تو خجل خبر نسیم  
 بہ سخن گرتواں آدن ایما کے ہست  
 گو ہست گرا دل پنکو ہش محراش  
 یوسف ہست گرت تا پناشا نے ہست  
 گرتیں حسنج بکارم و جہاں منجوہیم  
 وردی است ہرل کہ تنائے ہست  
 چہل من غمزدہ ناکام سے پائیزیت  
 ہر کرا و شہباحت غم فردائے ہست  
 جائے وہ برود خود ورتو برانی از پیش  
 نتواں یافت کہ در کون مکان بچائے  
 رنجش با خوشی و لطف مدارات یکیت  
 خستہ ترا کہ چون کار خچہ درائے ہست  
 بر غمداش گرا اورا بہ سخن سے آری  
 خستہ دروں را دم گیرائے ہست  
 حالی تفتہ دروں را دم گیرائے ہست

غمخشا تا جاں بود با جاں ضرع ہست  
 وگر خود جاں نباشداں ضرور ہست

۱۵۰ این صبح از حضرت احمد جام ہست قدس سرہ کہ در مطلع غزل خود میفرماید \*

دریں عشقت را بیانیے دیگر ہست  
 مرواں رہ را نشا نے دیگر ہست

ز تکلیف تو دانستم کہ در عشق	نباشد آنچه در امکان ضرورت
چو بستم خواجہ نافرمان نواز است	سرم خمپیدن از فرمان ضرورت
بطبع سازگار افتاد در دش	مرا پر بسیر از دریاں ضرورت
ز عاشق دوست دارد بسینوائی	گذشتن از سر و سامان ضرورت
کشد چوں تیغ بر سر چاں از قشال	پاسے در خور احسان ضرورت
کنند جذبہ دل در کین است	خلاص یوسف از زندان ضرورت
بفرمانش دہم سرتا بدانند	کہ پاس خاطر یاران ضرورت
چو میرفت از جہان میگفت حالی	قبول عشق را حرمان ضرورت

من دازے دوست پر پیمانہ و یار و لب کشت	نہ ز دروغ بدلم بسم ونہ پرولکے بہشت
ترسم این حسن قبولت بر د اندازہ صفا	خواجہ وقتت کہ از کعبہ روی سوئے کفشت
پروہ گر برفتد از نفس حسرت بینی	ہمہ پاکیزہ نہاد و ہمہ پاکیزہ سرشت
گر بگیرد ہمہ عیب است چہ عیب و چہ ہنر	ور پذیرد ہمہ زیباست چہ زیبا و چہ زشت
عمر ما از تو بنا کام بھی باید زیست	واسے آنکس کہ ز کف این امید نہ بہشت
ترسم از کعبہ بری حسرت ویدایہ بخش	اسے فرو مانده بہ نظاۃ سنگ گل و خشت
بہر قسم را نبود حسن قبول از رانی	ور نہ حافظہ نوشتت است کہ حالی نہ نوشت

صید غنماست پریدیم عجب	راہ دور است دویدیم عجب
بود زہرے بشکر آلودہ	لذت وصل چشیدیم عجب



جذبہ آمد و بر سنزل بُرد	راه کجیند بُریدیم عیبش
گوش و لب محرمی رازنداشت	هر چه گفتند شنیدیم عیبش
بود در طلب قرب منان آب بقا	مشت خنک <del>شیدیم</del> عیبش
دل بهمان بست کده پندارست	جانے در کعبه گزیدیم عیبش
جنب دل داشت زماش کون	از پئے ناقه دویدیم عیبش
عشق از خویش بریدن میخواست	حالی از خلق بُریدیم عیبش

رقه محشر که ز هر شیخ و برهن پرسند	سر و هم قصه شوق تو چو از من پرسند
دل ربانید و با صبر و شکیب آموزند	جان ستانند ز با باعث شیون پرسند
بگذازد سوسه عقل که ارباب طلب	راه از غول ره و چاره زر بزین پرسند
پاره بے خبری نطق مراد کار است	مے بیارند و ز من بکته هر فن پرسند
روسے از فرج به اول که ارباب طلب	گل بینند و سر لغ ره گلشن پرسند
بنده را نیست مجال سخن آنجا حالی	ورنه افسانه درازست گراز من پرسند

بیا که جان دل باز غم گرانه میخوایند	ز رشک خار چشم زمانه میخوایند
ز جور بایکے تو در سینه نیست گردن	بصلح باتو سخن در میانه میخوایند
خوش است آشتی اما پس از شکایتهما	که دوستان گلّه دوستانه میخوایند
ادب حرف طلب بته است کام دنیا	و گرنه از تو حرفیاں چمانه میخوایند
بگشایند که منم طائران آزاداند	بروں ز کون مکانک شیانه میخوایند

شدیم شہرہ عالم بعشق و بیدار  
تن قنارہ و درں رگزار سے طلبند  
ہمتوز از غم نہماں نشانیہ میخوابند  
سر بریدہ برکن استمانہ میخوابند  
نشیدِ حالی جادو ترانہ میخوابند

بے سبب رنجی و گونی گلہ زیابنوں  
سچی اگر نسبت بجا ذوق طلب و چه کم است  
طاقتِ جوہر تو در حوصلہ ما نبود  
رہرواں بہ کہ زرقار شکیبیا نبود  
بازو کے ہمت ما نیز تو انا نبود  
نہ پرستم صنمے را کہ خود آرا نبود  
مرد صبر و کم و رضا ایک ہنگام و ذراع  
لطیفِ طاعتِ چه بود نسبت گزوق نظر  
مے در در شکِ عدو پرودہ طاقت نہ  
مجلسِ عطا ملامت کہ و ما غمزدگان  
غم عشق تو چنین حوصلہ فرما نبود  
کم نشینیم بہ نرسے کہ مدارا نبود  
جز تو در سینہ ام از تنگی دل طاہر بود  
باز گروم در فرو س گر دا نبود  
کایں ہم از شعبدہ آں قدر غما نبود  
فتنہ حشر پائستہ عالی بجاں

بتیغِ بربخ آگنسدہ و ہر سو بگرانند  
از زلفِ مسخ آشوبِ دل بوالہوسا  
فریاد کہ ایں پردگیاں پڑہ در نہند  
وز ناز و ادا مستنہ صاحب نظرانند  
عمر ابد ما و نصیبِ دگرانند  
صد تیر خطا کردہ زول در گذرانند  
ز نہار ایں قوم کہ پرستند گرانند  
سازند و بسوزند و گرانند و ربانند

از چشمِ جاں میں پذیریاں لہل نظر را  
ہر سو سے کہ بپنہ لبو سے نگرانند  
آفتنگی آنکہ مستانِ نرہوش است  
معذرتوں آشت کہ آشفقہ سر نہند  
حدِ نظر آنست کہ عدیش نتوان دید  
پیداہت کہ ایں مدعیان بے بصر نہند  
امید کہ از سازِ خبر و آشتی باشند  
دیوانہ و لاسے کہ ز خود بے خبرانند  
حالی تو ہر حرف و صدیکہ نعت  
سجند ویں بزم اگر نکتہ و نہند

عالم ہمہ در بند تمنائے تو باشد  
گر صوفی و گرزند کہ شیدائے تو باشد  
آتشِ زلن صد خرم و ویراں کن شد  
برقے ست کہ در گریں شہلائے تو باشد  
آں سادہ کہ در عمد تو خرسند بہ پیچ است  
دل باخند لطفِ بدارائے تو باشد  
خرسندے ساری عمگین پسندی  
ناکام کسے کش بر سر سواتے تو باشد  
نومید مکن دند محال است کہ کس را  
یارائے غم جو صلہ فرسائے تو باشد  
یارائے صوابت چہ کتمے لے جہاں را  
سے رائے جہاں در گورائے تو باشد  
تابِ تپ صد شعلہ و بیتابی صبرق  
یترند در آں دل کہ تمنائے تو باشد  
بر برگ تمم دل کہ علاجِ دل ہمیدار  
شراطت کہ از لعلِ دل آسائے تو باشد  
آنکس کہ بلزد تنش از مرده و دیدار  
دانم کہ مگر مرد تماشائے تو باشد  
باحالی بیچارہ تو ان ساخت کہ میکن  
ہم بندہ و ہم عاشق شیدائے تو باشد

ہر دم از عشقِ خدائے بے نشان سے آید  
اندک اندک دلہم از غصہ بجاں سے آید  
جاں گدازند بلطفِ بغضِ شادکنسند  
ہر چہ خواہید ازین عشوہ گراں سے آید

بعد ازیں راز بصد پر وہ نہاں نتواں تہشت  
 در بہاراں بہ تماشا کے گل انجا نرو می  
 سوئے سن آمدہ مشتاق و نظر زنگش  
 دوش چیزے ز سخن ثانی محبت نگذشت  
 عجب از خود کتم و سوئے فلک مجہ نیم  
 چوں نہ محرم اسرار بہاں در دل ناست  
 یا چوں نیست موافق چہ و اع و چہ صال  
 حالی زار گنستم کہ وفادار کسے است

شو تے بدوست را ہما و ا شتم چہ شد  
 عمریت دل بہ بند پیام وصال نیست  
 در دست جام بادہ و در دل ہوائے دوست  
 افتادہ زیر سایہ دیوار حسرتم  
 سو در بیان خویش نہ بروے مرا ز جا  
 یادم کنوں نمائندہ کہ پیاں چہ بودہ است  
 کارم ز سعی خضر بجائے نہ سے رسد  
 او اسگی بہ برو ہوا کے وطن زیاد

حالی خویش آنکہ بود ملر یکسہ بروفا

دو تے بدل ز جور و جفا و ا شتم چہ شد

لب بہرہ ز رازِ ما ندارد	خود ز مژمہ سازِ ما ندارد
ہر جانیست مست معبدِ بہت	یک قبلہ منسازِ ما ندارد
بزناکہ ما دلش نہ سوزد	آہکس کہ گدازِ ما ندارد
آں گوش کہ پُرزِ حرفِ صوت	گنجائی رازِ ما ندارد
کارم بہ کسے قنادرہ کز تاز	پروائے نیازِ ما ندارد
گر بہر دو جہاں سہرا ہم آرد	اندازہ آرزِ ما ندارد
حالی گلہ جھلے دوراں	صوتے ست کہ سازِ ما ندارد

دلے خواہم کہ چوں پُرانہ سوزد	فقد در آتش و مردانہ سوزد
زید آوارہ و میسر و بنا کام	دل اذر شکم بر آں دیوانہ سوزد
تنبہ کردست جو رہت شنایم	بحال من دل بیگانہ سوزد
بچنج خانہ شمعے من موزم	کہ چوں در گیرِ اول خانہ سوزد
دلے راکش بد فرخ سوخت نتواں	فروغے از رخ جانانہ سوزد
فروغ از من کسے جسز من بگریز	من آن شمعم کہ در ویرانہ سوزد
گراز من بشتوی او واد حالی	بچہمت خواب زیں افسانہ سوزد

### غزل ناتمام

دو گستاں بلبل و در انجمن پروانہ ام	من بہر جامی نینگ مینج جانانہ ام
محریت نیست دل را با ہزاراں قربت	یا گرم آشنائی ما و من بیگانہ ام
خضر راہ منزل مقصود جسز توفیق نیست	زاین و آن پرسم نشان او کردیوانہ ام

عشق اگر کدیش ست ملت تا کہن خواہد شدن  
 گر عنان باد مصر اندکف جذب ال است  
 عمر باشد تثنہ آب و دم شمشیر تست  
 میدد گل ہر کجا پائے نگاہیں سے نہی  
 شکوہ گر بلب نیاید عاقبت کیس سے شود  
 صید تا انگنڈہ محو دست بانو کے خود است  
 زینکہ شد ہنچوا بہ خسرو نیز ز نیم جو  
 در غریبی طرح الفت انگنم باہر کے  
 یار و کو چست من خاموش جاں بیتاب گر  
 دوست پر تمکین و حالی از ادب بسیار و

نہیں ہر گوشہ از دار و رسن خواہد شدن  
 رنگ یوسف جملہ بوسے پیر ہن خواہد شدن  
 تیغ برکش و نہ جاں بیرون ز تن خواہد شدن  
 جاوہ - چوں از سیر باز آئی تمین خواہد شدن  
 زخم ما در ماں نباشد چوں کہن خواہد شدن  
 ایں جواں روزے شکار خوشین خواہد شدن  
 گرمی بازار شیریں کو کہن خواہد شدن  
 و دل گبر و مسلمانم وطن خواہد شدن  
 جذب و دل نیست کار دوست من خواہد شدن  
 دیر با او ہم نشین و ہم سخن خواہد شدن

### غزل ناتمام

بے نور صفا کے دل پہاں شدہ ہر پیدا  
 گر با زوئے ہمت ہست دستے بگریاں زن  
 تنہائی و رنجوری وانگہ غم مجوری  
 شوخے مست کہ نگذرو برکت خود کس ما  
 ساقی بہ تسرح بخشگی کو توبہ ما بشکن  
 ہم جاوہ و ماد م خور ہم بوسہ پیایے وہ  
 اسے بر نقاب از تست خود جلوہ حجاب از

اسے شب تو بہ پایاں اسے ہر نشان شو  
 و پائے ارادت ہست لختے بہ بیاباں شو  
 اسے شکل من بچھا لے مردنم آساں شو  
 اسے شیخ زویں برگرداے گبر سماں شو  
 مطرب بنوا سنجی گور بہرن ایساں شو  
 بے پردہ تراز گل کے چوں بچنے گل نساں شو  
 از خود بچا پیوند و ز خویش بر آں شو

حالی بہ سخن - خواہی رفتن ز پئے غالب دولت نسلط نبود از سہمی پشیمان شو

نہ گرواز تو ہرگز سیری چشم تماشائی	اگر بر دیدہ نشینی و گوردل فرود آئی
مگنجد ہا تو ایس ہنگامہ ہا در شان بختائی	تو چہ دین عالمے بانویشتن در ای تنہائی
ترا شایاں بود خوبی کہو ہمیری محبوبی	ترا زیدول آرائی کہ بد خوبی و زیبائی
تو چشم و گوش نکشائی و شد بہر تو ازائی	بگلشن چہرہ آرائی بہ طبل نغمہ پیرائی
نہ در بزم مغاں بہت نہ کوئی گندگاہ	تو اندر بند مستوری چو دانی ذوق بروائی
سیرہ خدا داری دل سے تھاواری	تو ز انسان میری ازہ کہ پندارند آئی
گو بہ بیگناہی مانے خود وارو جانے را	تو دست خود سخن حالی سکین نیالائی

تخمیں غزل نعتیہ جناب مرزا غالب مرحوم کہ در حیات ایشان فروشتہ شدہ بود

اعجاز از خواص لسان محمد است	عین الحیوۃ گم بہ بیان محمد است
گر نور و گر ہنسے کہ از آن محمد است	حق جلوہ گز طرہ بیان محمد است
آرے کلام حق بزبان محمد است	
ای خامہ صنف قامت معشوق کم نگار	لے دل سخن ز دست قدال میان سنا
قری ز ذکر نفس را بنگا ہدار	و اعظ حدیث سایہ طوبے فرہ گزار
کایہ نچا سخن ز سروردان محمد است	
شاہد قبیل عاشق و عاشق بنجال خد	مجنوں پاپے لیلی لیلی بفرق خود

مومن بال احمد و آتش برینج جسد ہر کس قسم بد اپنے غریب است بخورد  
سو گند کردگار بجان محمد است

آنجا کہ از مناقبِ عترت سخن رود و ز آل و از صحابہ و اہل بیت سخن رود  
و ان کا نیمہ ز ختم رسالت سخن رود و خود ز نقشِ مہر نبوت سخن رود

آں نیز ناموز نشانِ محمد است

حکمش بہر و ماہ روان است چوں قضا دیدی کہ باز گشتنِ خورشید بر قضا  
بودہ است بر اشارہ ابروئے مصطفیٰ بنگرد و نیمہ گشتنِ ماہ تمام را

کان نیمہ جنبش ز بہانِ محمد است

دانی ز پیش چشم تو بر خیز و ار حجاب کز نور شمع پر وہ خانوس راست تاب  
باش ز طور بدوشنی عارض از نقاب آئینہ وار پر تو ہرست ماہتاب

شان حق آشکار نشانِ محمد است

بینی اگر بدیدہ دراک و ارسی گونی اگر بجاہم اوراک و ارسی  
سنجی اگر بترسہ خاک و ارسی دانی اگر بچسبی لولاک و ارسی

خود ہر چہ از حق است از ان محمد است

لطف خداست گر بپر کن ہوا دوست قہر خداست چون بر کین بکلمت  
واند کہے کہ شذزے مادِ عینت است تیر قضا ہر آئینہ در تر کش حق است

اما کشا و آں ز کمانِ محمد است

ہمت بروج شمعِ عالی گماشتیم گفتیم و از نگاشتینی با نگاشتیم  
چوں کام و لب فراخ و رو صفتش زندا شتم غالب نمانے خواجہ بہ زرداں گماشتیم



کاس ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

## رباعیات

### توجید

دل دادہ شوقت چہ ولی تو چہ نبیؐ  
دل از تو تسلی نتوان کرد بہ ہنچ  
سودازدہ است ہم عجیبی ہم عسبرنی  
اسے خوشتر از آب سرد و تشنہ پی

ایضاً

یار بگیمے کہ شکر سارا آمدہ ایم  
شایستہ و وزیر خیم و جویاے بہشت  
سرمایہ ناکسی بہ بار آمدہ ایم  
در یارب نہ پُرا سید و آرا آمدہ ایم

### انحلاق

سر بر شکر از خاکِ پائے ہمہ باش  
با نطقِ نیا سخیق از قافیہ نشت  
دلہا مخزاش در رضائے ہمہ باش  
ترکِ ہمہ گیر و آشناے ہمہ باش

دیگر

سز و بدوے و خاکِ پائے ہمہ باش  
خواہی شوی آشناے بر گمانہ نما  
دل وہ بہ سیکے و دلربائے ہمہ باش  
بیگانہ آشنائے ہمہ باش

دیگر

اے آنکہ زحلہ صداقت عوری  
کس از دل دشمنان خود دور مباد  
بنشین بر یا منشیں - مجوری  
چندانکہ تو از خاطر یاراں دوری

دیگر

لے پیچ بر پیچ خود نمائی تا چند  
خود بینی و خوشین ستائی تا چند  
چوں میدانی کہ جز کف خاک نہ  
ہیں این ہمہ دعویٰ خدائی تا چند

دیگر

از شعر و سخن گو مشن جہاں کجاوا  
دیں شغفہ بیدہ کنتہ باوا  
بر بر کہ دعایے بد کنمے گویم  
یارب کہ گراں مایہ سخنور باوا

دیگر

چندے ہوائے گلخاراں بگذشت  
لختے در بند روزگاراں بگذشت  
بر نامہ کام دل شباب آخر شد  
نشگفتہ گلے و نو بہاراں بگذشت

عزا

عباس علی و آبسر آن غیرت ماہ  
بودند شبیہ احمد و شیر آلہ  
در نوعہ این ہر دو جوان پر لب نشا  
کہ و آفتابہ بود گد واجستہ

در شکر یہ مہمان نوازی قاضی محمد خلیل صاحب بیلوی کہ در زمانہ قحط

در بر بلی گفتہ شد

ہر چند ز تیغ قحط خلقے مست قستیل  
اوبکہ فلک بر خاکیاں گشتہ بخیل  
اما چہ غم از قحط کے راکہ مدام  
الو این نعمے رسد از خوان خلیل

در شکر لطف و عنایت سید کرامت علی مرحوم صفا پور

ہنگام وداع از پشیمالہ

حالی نشود مجوز لوح دل ما	لطیف کرم و دراع فرمود صفحا
گر قدرستان بغربت این است	صده بسفر سیر و صده ریزا

### در تاویل جراحیت مولانا شبلی مدظلہ

شبلی کہ گزید پاش پرل سخن است	ہنستگیش خبثتگی مقنن است
چند اکہ بجاہند فرزند اینچا	کارستان چمن ز پیر استن است

در تاسف بر وفات یکے از فرزندان ہمارا کہ کشن پر شاد و بہادر  
 ہزار المہام سکر عالی متخلص پشاد

چرخ از پس فراغ بردش فراغ تہاد	اوجز بر سپاہیں از دی لب نکشاد
الحق کہ خصہ شاد و خندان بودن	زین گوشہ نہ دیاریم جز از حضرت شاد

رباعیات شکر شیرینی مرسلہ مولوی عبدالعسی خاں والد  
 پروفیسر نظام کلج در حیدرآباد

دینم اخلاص و دستداری آئیں	من بندہ دوستان اخلاص گنیں
شیر چینی کہ یار شیریں بنشد	بروے بتوان نشان جان شیریں

دیگر

والہ کہ بدمی نسرد یاد و نسرد	از غم وطن کرد دل حالی سرد
ہر سیرت نیک را توان یافت میل	جز سیرت والد کہ مرا والد کرد

## دیگر

آبرو اول من صبر اول از پہلوئے من      افسون و فنا و کریم اہل و کن  
 رئیسوں دل و صبر اگر بغارت بیرند      مشکل کہ رسم باغریباں بوطن

در شان نوح ابصار الدین احمد موم و صلوٰی مخلص بنیر و فارسی درخشاں و اردو

عمرے ست کہ دلی جسد بیجان است      وز قحطِ رجال سربس ویران است  
 با صد شکر کو کب منخشفش      روشن ز فروغ نیر رخشان است

## خطابِ حضرت ممتاز موم

لے بیج تو فصیحکہ جہاں کرو مرا      لطف تو خجل از این آن کرو مرا  
 حُسنِ ظن تو کہ کردی اند حق من      زابنائے زمانہ بدگماں کرو مرا

ایضاً

ممتاز آن آشنائے بیگانہ نما      کہ ہر سخنش ہی چکے صدق و صفا  
 ناویدہ بجاں شوقِ بقائش موم      گردست ہدجاں برش بھئے نما

ایضاً

اے پارسی زنجیرتات ذوق ایگز      سے نظم تو چوں نثر ہمہ الفت نیز  
 دیپروہ سخن گفستی و رخ نمودی      بازار خود و آتشش با کردی نیز

سلہ قاضی مت ز سید صاحب موم مخلص بہ ممتاز وکیل و سبب پہلی بیت تھے اور پہلے کہند میں فنات نظم و شعر کے نامور ہستاد تھے  
 انہوں نے قدروانی کی راہ سے چند باعیاں سیری نسبت عمر فرما کر بھی تھیں لکنک جواب میں تین باعیاں جس نے بھی سمجھی تھیں

# قصائد و قطعات غیر

قصیدہ۔ در مدح جناب غفران باب حاجی الحرمین الشریفین  
نواب محمد کلب علیخان مرحوم رئیس مصطفیٰ آبا و۔ رام پور

اس قصیدے کی تمہید اُس وقت لکھی گئی تھی جب کہ شاعرانہ خیالات میں پہلے ہی پہل

انقلاب پیدا ہوا تھا اور مبالغہ سے نفرت ہونے لگی تھی۔ انہیں فوں میں پہلا دیار

قصری منعقد ہونے والا تھا جو ۱۸۷۷ء میں بمقام وہی واقعہ میں آیا۔ جی میں آیا کہ اس

تمہید کے بعد کسی ایسے قصیدے کی بنیاد ڈالی جائے جس میں بقدر امکان مبالغہ سے احتراز

کیا جائے۔ چونکہ حضور نواب صاحب مدوح سے فی الجملہ تعارف تھا۔ اور انہوں نے سرسید

کی امداد میں سب سے پہلے سبقت کی تھی۔ اور دیدار میں اُنکے شریک ہونے کی قوی تمہید تھی

اسلئے انہیں کو اس قصیدے کا مدوح قرار دیا گیا۔ اگرچہ وہ علالت کی وجہ سے شریک

دوبار نہ ہو سکے۔ اور قصیدہ اُن کی خدمت میں بوجہ درخواست پیش نہ ہو سکا۔

بدل گفتم کہ میں نعمت آمد برتر از نعمان

ز ساقی عین رحمت داں اگر جرعه و کر مینا

کہ چوں اوستے نتوان نشاندا و از پے دنیا

جہاں را چوں چمن میدان اور چوں چمن ہوا

غم دہا خور داناں کہ بازندگان غم کاللا

بشپ چوں پاساں بیدار باشد بروردلہما

سحر کہ پروہ گرفتند چوں از زشت از زینبا

بگفتاے نعمتے در قدر از ہم بیش و کم نبود

وے فرماند بیدار دل زیں صل ستنے است

صداح عالیے پاراے او و استگی وارد

رعیت را چوں وارد کہ وارد گلہ را چوں

بہ روز از داؤ منطسوماں زمانے بر نیاساید

قیماں را پدر و ارشک با از رخ فرو شوید  
 اگر بیوه ز سنے نالد ز دست ناخدا ترست  
 گدایاں را دہد بخشے کہ دہا را غنی سازد  
 گھے بر ہم زندیک شہر بر فریاد منطلوے  
 منطالم را بر اندازد جہاں از فتنہ پردازد  
 ضعیفاں را تو اں بخشد منطلو ماں امان بخشد  
 گمارد چوں با صلح مناسد بہت خورا  
 فروز شمع دین ز انساں کہ ظلمت از جہاں خور  
 بصحت برگزیند بخشہ در ان مصلحت جورا  
 شریعت را اورا مرنہی دارد تکبیر خود  
 نہ سازد تکبیر ہر بیچارگی جز بر نواناے  
 نباشد غرۃ در سر بچی بزور بازوے  
 گرام فرزند ہمہ سامان عیش و تخری بخشند  
 جہاں را پر کند از عدل از طغیاں تہی سازد  
 اگر از جاے خود جنبد زند صد فتنہ را ہم  
 اگر لطف آورد آید بکام خلق شیریں تر  
 و گر خشم آورد با مصلحت نزدیک تر باشد  
 صلاح ہر یکے جوید چه در پیدا چه در نہاں  
 بصورت ملقت اماند بند و جز بمعنی دل

غریباں را چون غمخواراں بر آرد خاراں از پیا  
 بد و او را سندان پیش کاہد بر لبش آوا  
 ضعیفاں را دہد زورے کہ پیراں را کند برنا  
 گھے یک جاں ستاند تا امان بخشد جہاں را  
 عدالت را بر افرازد ستم را افگند از پیا  
 بہ محتاجاں چناں بخشد کہ حاجت را نما ندجا  
 کند صلاح آن چنداں کہ سازد زشت زایا  
 ہنر را پرورد چنداں کہ گرد و عیب ناپیدا  
 کہ پشتیبان ملک و دولت آمد صحبت و نا  
 کہ چوں باشد عصار دست ہر رانہ لغویا  
 کہ اکہم را بہ بخشد لطف و اعنئے را کند برنا  
 کہ کہ گم گم بجز ناند و ہدایت نہا  
 نہ سازد بادش از تلخے اندیشہ فردا  
 ہمہ مقصود او این باشد از دنیا و ما فیہا  
 و گر خاموش بنشیند کند صد عقدہ از ہم و  
 از آن انفاں جاں پرور کہ کوی مرورہ را بیجا  
 از آن لطفے کہ شوید گرد و کیں از خاطر اعدا  
 بود در بند احسانش اگر ناداں و گردانا  
 بہ دنیا شتغل امانا باشد فارغ از غمتے

پادشاه و پادشاهان سر بر پادشاهان کش  
 اگر خواهی همانند اسے چنین بیدار دل بینی  
 ویرین حشین شهنشاهی که گوئی مشاعرین است  
 سحاب مکرست کلب علیجان آئین در عهدش  
 نیایابی بیچکس کش پارگردن نیست احسانش  
 نه تنها صیبت احسانش بہند افتاد و قطاعتش  
 گر از لب بند بکشاید رود بر گوش ما افسوں  
 رُسخے روشن تر از مهر و سرے بالاتر از گویا  
 جبین انوار اسکن خمیب اسرار را مخزن

ق

خوشا وقت سخن سنجے کہ چون باج پردازد  
 کہ نہوہ بچو بیٹے سادہ۔ ہرگز کارگرد دل  
 دو صد اعراق با یک قول صادق برنماید  
 بحمد اللہ کہ من مراح آن سے چشمہ فضل  
 بہر فن پایہ اش والا بہر علمش بیطلوبی  
 بہر منتزک گش رہے بہر کوشش گزگاسے  
 بجائے کہ ہنرمندان کے راد شمار آید  
 بوقتے کہ جوان مردوں عزیزے در حساب آید  
 بہر زے گز سخن سنجان حدیثے در میان افتد

و گرفتہ ہلک غیر در چشمان ہندش جا  
 بیا در خیمہ گاہ ویرین پناہ خسرو والا  
 زمانے چشم دل بچشاد بنکر عین اعیان را  
 گدا از شاہ و مجلس از تو نگردارہ استغنا  
 پدہ و پند مستغنی چه عزت گیر بے پڑا  
 کہ شد آوازہ جو دوش بلند از شرب و بطحا  
 و تاریخ پر وہ بردار و نظر بارا کند شیدا  
 کفے ریزندہ چوں ابرو و لے جوشندہ چوں دیا  
 بروں زیبا دروں روشن نہے صورت زہرے

نگہدار و عثمان خامہ را از جادہ ہر  
 اگر صدمیت رنگیں و ستایش کن کنڈنشا  
 فان الحق یجلو کل بہتان و کلا یعلے  
 کہ در فضل و کمالت ہر چه گویم باشدش زیبا  
 بہر مزے دلش دانا بہر صیدے کفش گیم  
 بہر جایش علم بر پا بہر اش قدم پویا  
 ہنرمند کہ من لی غیر فی الدین و الدنیا  
 کہم گوید کہ مالی دولتہ منجی و کلا مالے  
 سخن بر زویشتن بلد کہ ما از شاہ و شاہ از ما

سخن را بر ترمی واوہ عبارت را ترمی اڈ  
 معانی با نزاکت چون او با حسن ہم پیم  
 رباعی شیوہ وارو کہ نتوان دید ورجا و  
 رباعی طنبوی از برقی حافظ در گمان نت  
 جزالت با قصائد تو اماں چون موج با کیوں  
 عروج پائیکہ مصطفیٰ آبا و رانازم

او ارا دلبری واوہ تر ہے نشی زہے انشا  
 بہانی با عذوبت چون صنایا دوستی ہم پیم  
 غزل کیفیتے وارو کہ نتوان یافت و رہیم  
 غزل بینی زنی برسنگ جام بادہ حمہ  
 شگرفی با توانی ہمتاں چون موج باوریا  
 کہ وارو این جنس فرمانرواے مہکت پیرا

ق

تو اے کرو عصف شیرازہ صفایاں قصہ رازی  
 نہ پندارم کز نیساں دیدہ باشی در جہاں شہر  
 بہر وگاں تلخ علم و حکمت چیدہ تو بر تو  
 ہم از اہل صناعت کاملانش چار سو بینی  
 فیثماں اجہتا و آثار و انایاں فراطوں  
 گروہے از سخن سچاں کہ باشد زان ہمہ ہر یک  
 بسوی قتی بے از سخن کلران نکیسادم  
 خوشا شہرے و فرخ شہر پاز نام بردارش

یے و مصطفیٰ آبا و زنتہ چشم دل کبشا  
 ہنر راستی الیاسے وین را لجا و ماوے  
 بہر زہم اندوں روشن چراغ ملت بینما  
 ہم از ارباب علم و فضل یابی فوج فوج  
 جیکہاں شہرہ در علم و طبیبان عمل یکیا  
 سخن را زندگانی بخش معنی را حیات افزا  
 کہ نبود شاں چو بونصرے دین کہ ہوسر ہمتا  
 نگہدار و خدا این ہر دور از ناخوشش دنیا

ق

تو اے کز سیر بنگاہ سہراں ہندے آئی  
 گرفتہ دیدہ از ملک و دولت بہرہ ور ہے

چہ آوردی بگواز جنس سنی از سخاں مارا  
 ولے کم دیدہ باشی علم و دولت را ہم یکجا

۱۱۔ یہ خطاب ہے اس شخص کی طرف جو گویا کہ وہ باری میوں اور کثیری ہمانوں کی ڈیروں اور میوں کو دیکھ کر واپس آتا ہے ۱۱۔



کشاد مستند پر روئے ہوا صد طبلہ عطاراں  
بگلشن جلوہ ہر نونہا لے دیدنی وارد  
کے کو با شادان پیرایہ علم و ہنر عاری

ق

الا سے آنکہ از حدش مر اطب اللسان دیدی  
سزاوار ستایش گریہ تنہا سیم و زب بود  
و لے باقر صورت حسن مستی جمع چون ہم  
کہ در سلامیاں از جنس ایشان ہترے آورد  
نوید اہل جہان آباد را کایں روزاں روز  
ورور حضرت نواب در وہلی بدایں ماند  
مرا این نغمہ برب بود کاوانے بگوش آمد  
تو فتح و دستیم از مقدم نواب دیں پرور  
و لے ناساز گاری ہائے بخت و از گوں نگذاشت  
برو حالی نخل پیشہ کن در ہر خوش ناخوش  
ہلال عید را گریہ سنی و گریہ مستنظر باشی  
خدیوندا بحق آنکہ از اعجاز انفاکش

مشاعے کو کہ دریا بد شمیم عنبر سارا  
و لے در خاطر بلبل مجنوب در گل رعنا  
بچشم اہل دل ہیچ ہست اگر جمشید اگر دارا

نہ پنداری کہ فرماں و جاہم بروہ ہست از جا  
نہیک کرد صد تیقاں روم از صفر آواز بیضا  
نیارستم زباں بستن ز شکر و وہب یکتا  
ہمال از علم لذت کش بچشم از مال سبے پروا  
کہ نازد ہر قدر ایں بقعہ بنحو باشدش زیبا  
کہ آپ رفقہ سوئے آبدایں باز آید از دریا  
کہ پرتش ساغر امر و زاناکا می نشروا  
کہ روزے چند ایں یراندہ گردد خوشتر آندا  
کہ گشت خشک مارا ترکند ابر کرم سربا  
کہ سترے ہست پنہاں رعنا آن جگر کھووا  
فروغ از فرید آس در چشم و خرم دارو ایں دل را  
بدست پاک اوشت حصارا کردہ گویا

۱۷۔ یہ اشارہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف کہ یا صفراء و یا بیضاء غیری غیری یعنی اسے سو لوہے چاندی

برے سو کسی آمد کہ ہو کا دینا ۱۸۔ ایس اشارہ ہے اس زمانہ کی طرف جبکہ نواب مدوح کے والد ماجد نواب

روف علیخان مرحوم دہلی میں بہ حالت طالب علمی بہتر تھے۔ اور نواب مدوح صغیر سن میں آنکے ساتھ یہیں رہتے تھے ۱۹۔

پہنچش این ہمت کہ تر نو از فیض گستر را  
 نصیبے کامل از دنیا و از دین ہر نہ او نے  
 مدہ اندوہ و غم را در دین خاطرش ہے  
 کہ با جمعیتش وابستہ شد جمعیت دلہا  
 و گر یاری دہد گر بخت وقت آن آندو ہم  
 کہ یکہ برودش خود را ز غم چون تشہ بردیا  
 تکلف نیست در ہر چہ از دعا و از ثنا گفتہم  
 تو دانی حال ہا یا عالم یا با جہم و الاخفا

قطعہ برفات از بیل نواب محمد علیخان مرحوم متخلص بہ برنی خان کہ  
 حضرت نواب محمد مصطفیٰ خاں حرم اللہ رئیس جہانگیر آباد ضلع بلند شہر

دینغ از رحلت نواب رشتگی  
 کہ بود اسید گاہ حالی زار  
 بصورت گرچہ بود از دیدگان دور  
 نبود از دل نہاں یک لحظہ زہنا  
 بیاد صحبت دیرینہ او  
 بے روشن تر از روزم شب تا  
 زمرگ خواجہ گم کرویم صد حیف  
 متلع کا سد خود را خسریدیا  
 دینغ آن شاد باش و شادمانی  
 دینغ آن کس مرخاں کس میا ز آ  
 دینغ آن عید و صل گاہ گاہی  
 کہ سے آمد پس از یک سال یک بار  
 دینغ آن یاد صحبت بلے پیشیں  
 کہ سے شد تازہ از انشا و اشعار  
 دینغ آن یادگار عہد اسلاف  
 قدیماں رانہ راندے از در خویش  
 بہر خویشتن نگرفت گاہے  
 مقرر و اشت چون زرق مقدر  
 چناں کا یزد و رفتی نہ بند  
 کہ بود اسید گاہ حالی زار  
 نبود از دل نہاں یک لحظہ زہنا  
 بے روشن تر از روزم شب تا  
 متلع کا سد خود را خسریدیا  
 دینغ آن کس مرخاں کس میا ز آ  
 کہ سے آمد پس از یک سال یک بار  
 کہ سے شد تازہ از انشا و اشعار  
 کہ یاد از وضع شاں و لے بکودا  
 و گر بودند مجرم یا خطا کار  
 بجرے خشم برخیل پرستار  
 بہر کس ہر چہ سے بخشیدار اور  
 بجرے یا خطا سے برگنہ کار

مردنش گرچہ ہنگام نبود ست آما  
عاقبت بوزے از این جرمه بیایست  
مردو با خوشی تن از خلق بجز خیر نہ بود  
اِس چنین مرگ کو تر ز حیات جاوید

## قطعہ رنوحہ وفات جناب مشیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسین خاں مرحوم برادر خسرو وزیر الدولہ مغفور

آہ از مرگ مشیر الدولہ آہ  
آہ از مرگ مشیر الدولہ آہ  
در سگاہ قوم را پشت و پناہ  
در میان پھول را سبز ماہاں  
آن بصورت اتس و وصیت ملک  
آن بدانش پیرو و جہت جواں  
آن بہ تدبیر و حسن و بند چہر  
آن بہ خرم و رائے سولون مل  
آن بشورے یک مشیر سخت کار  
آن بہ دیواں یک دبیر کارواں  
در سیاست از مفسد بر کنار  
در دیانت از تعصب بر کراں  
آنچہ ملت گدہ است از حلتش  
بایع خرم سے نہ سیند از خزاں  
آنچہ دولت را رسید از نضتش  
کم رسد گزار را از مسرگاں  
عمر ما باید کہ خیر شد مثل او  
بچر دے از سر میں ہیکیاں  
در کراچی چون فرانش دست دا  
بود گوئی آن نسراق جاوداں  
ناگرفت درم ز سیر سنداہ  
کو بس حلت کوفت زین بلوغ جانا  
منتظر بودیم ازو پیغام را  
کا مدہ پیغام مرش ناگماں  
جز نکوئی و خصاں او ندید  
ہیچکس ہم در عیاں ہم زماں  
در صفا آئینہ سترش چون فلکن  
انہیا پاکش نماں ہمچوں عیاں

آہ ازاں محسوم خادم پرورے  
 مہرباں آراں پذیر ہر جنا و ماں  
 آہ آہ آں خواجہ سہ ماں نواز  
 از کرم منت پذیر از میہماں  
 آہ ازاں در شادی و غم پائدار  
 آہ ازاں ز ناخوش و خوش شاد ماں  
 قصہ کوتاہ بود یک فرد ز سپید  
 کا مدہ از وصف او قاصر زبان  
 از خورد پر سیدش سال حریل  
 گفت سال حلتش منغور و ایل

### قطعہ

تو اے کہ رونق پیشینیاں بہم شکست  
 ز نظم و نثر تو کا اندر زمان گفستی  
 چہ نمونہ کہ بہ قانون و قسطنجیدی  
 چہ بندہ ہا کہ باندا ز دلربا گفستی  
 رسیدنشہ عرفاں چو ذکر سے رندی  
 شکفت خاطر یاراں گرا ز صبا گفستی  
 دویدریشہ بد لہا چو حرف مہر زوی  
 دید نخل متنہا چو از وفا گفستی  
 گھر بہ بزم نشاندی اگر شننا خواندی  
 اثر ز لفظ و ماندی اگر دعا گفستی  
 ہزار عقدہ سر بستہ باز بکشودی  
 ہزار نکتہ پوشیدہ بر ملا گفستی  
 زیر تفسیر و جمع قصہ راندی  
 ز سیر نفس و آفاق راز ما گفستی  
 برآمد از دل بیگانگان ترانہ ذوق  
 بہ محفلے کہ سخن ہائے آشنا گفستی  
 لطیفہ ہا کہ بہ لفظ و بیان سے گنجید  
 تو چوں فرشتہ ز غیب آمدی و گفستی  
 بحق لطف کلاست کہ بہت بر دل ما  
 کہ پایہ سخن افزا شستند تا گفستی

۱۵۔ جس موقع پر یہ قطعہ لکھا گیا تھا اس کے متعلق مفصل بحث یادگار غالب میں درج کر دی گئی ہے۔ اس قطعہ میں مرزا غالب مرحوم کی طرف خطاب کیا گیا ہے۔ اور جو مضامین اس قطعہ میں درج کیے گئے ہیں انکا اصل بنیاد یادگار غالب کے دیکھے اچھے اچھے طبع ذہن نشین نہیں ہو سکتا ۱۱

تو ای که هر سخن لغز تو بدل جا کرد  
 هر آنچه گفته اند بر جواب عرض نیاز  
 و لے بعریده از حرف چند با خویشم  
 عجب که قاعد و دین نیاز مندی را  
 عجب که چاشنی اندوز خاکساری را  
 عجب که منتقلی را از نقد ناسره اش  
 نه راه حرف بسویت نه جانی من بدست  
 اگر نه روستی سخن با تو بودی گفتم  
 و یک شرط ادب نیست بر تو خرد گرفت

جز آن که در حق حالی بر مزو گفستی  
 خطاب بود که بجایم اگر خطا گفستی  
 که گزیده گفتند ام آخر تو از کجا گفستی  
 سفید و معجب و خود بین خود نما گفستی  
 رهین ذوق نوا سنجی آنجا گفستی  
 به زرق در گرد و عرض کیمیا گفستی  
 جواب چیست اگر پرسیم از کجا گفستی  
 چگونه گفستی بچون گفستی و چرا گفستی  
 هر آنچه در حق من گفستی بجا گفستی

قطعه دیگر

تو ای که صد فرستاده بسایه  
 شکایتی که توان گفت عین افلاک  
 نماز قاعده شکر بے ریایها  
 چه شکوه جز به تقاضای دوستی نبود  
 مرثت پاک دل صاف داده اندر  
 خوش آنکه ساز کنم از تو شکوه بیجا  
 خوش آنکه صد تو چو در کندم ازین  
 بر آن رسم که اگر مرگ امان پذیرد  
 ز کوه توبه نه ایم ز گفته استغفار

منز که جان گرامی بر آن نشانم  
 گرم تو دوست شماری نه بار کنم  
 اسای دوستی از شکوه استوار کنم  
 ز غیر شکر و شکایت دوستدار کنم  
 بحر فیلخ و لے خالی از غبار کنم  
 تو اعتذار کنی و من افتخار کنم  
 و گر به پیش تو تمهید اعتذار کنم  
 ز کارمان همان خاصه این کار کنم  
 و گر سپاس تو پنهان آشکار کنم

## ترجیح بند

مرثیہ نواب مختار الملک سر سالار جنگ میر تراز علی خاں  
 مرحوم مدار المہام سرکار عالی نظام کہ از طرف کچھٹی تعلیمی رستہ العلوم  
 علی گڑھ اشاعت یافتہ

دہشت ہر کس زبانِ حقِ مختار الملک      کا مدارِ خبرِ حلیتِ مختار الملک  
 تا چہ افتاد پس از نہضتِ مختار الملک      بر سرِ شمت و جمعیتِ مختار الملک

اے اہلِ گرتن بیجاں تہ خاکش سپری  
 نتوانی کہ نکونائیش از یاد بری

لشکر از ماتم او چاک گریباں شدہ است      کشور از مرون او یکسرہ پشماں شدہ است  
 اے بسا چشم کزین حادثہ گریباں شدہ است      حیدر آباد تو گوئی ہمہ بے جاں شدہ است

اے اہلِ گرتن بیجاں تہ خاکش سپری  
 نتوانی کہ نکونائیش از یاد بری

منته ہست ازو بر سرِ کارِ نظام      کہ بشکرش نتوان کردہ سال قیام  
 ہم ازو یافتہ عدلیتہ و مالیتہ قوم      ہم بدو شکر و ضابطہ پذیرفت نظام

اے اہلِ گرتن بیجاں تہ خاکش سپری  
 نتوانی کہ نکونائیش از یاد بری

آہ کایں مرد نہ مردیست کہ دہماں آرد      ملک ازین دہیہ لڑنہ دہار کال آرد  
 قوم ازین دہیہ بگشت بہ نڈاں آرد      خاکِ ملک و پس ایں پردہ چہ پنہاں آرد

اے اہل گرتن بیجاں تہ خاکش پُری

نتوانی کہ نکونامیشس از یاد بری

چشمِ اسلام ازین غصہ بچوں تر گردید  
 علمِ دین کہ نگوں بود نگوں تر گردید

لمت از حالت پیشینہ زبوں تر گردید

قیمت خواجہ پس از مرگ فزون تر گردید

اے اہل گرتن بیجاں تہ خاکش پُری

نتوانی کہ نکونامیشس از یاد بری

دوست تا دشمن اوزو طمع یاری دشت  
 دولتِ محمد ازو چشم و غاوری دشت

ملک از نیروے تدبیرش ستواری دشت

گردن قوم ز احساسش گرانہاری دشت

اے اہل گرتن بیجاں تہ خاکش پُری

نتوانی کہ نکونامیشس از یاد بری

آہ ازاں بدلِ سماحت کہ نیابیش بہاں  
 سپس از ہند چہیں مردنہ خیزو صد سال

آہ ازاں عقل و کفایت کہ نہ بینیش مثال

خاصہ از قوم کہ افتاد وراں قحطِ رجال

اے اہل گرتن بیجاں تہ خاکش پُری

نتوانی کہ نکونامیشس از یاد بری

دلیگ گدہ کہ نہاوند عزیزاں نہیاد  
 تا بہستی بودایں قصہ رہاویوں آباد

در سگاسبے کہ ز طوسبے شمش باد زیاد

خلق مرید جوان مردی او خواہد داد

اے اہل گرتن بیجاں تہ خاکش پُری

نتوانی کہ نکونامیشس از یاد بری

کیست در ہند کزین غم لبِ حسرت نگرید  
 کیست از قوم کزین غصہ گریبان دید

تا بہ جائیکہ چو این نالہ جا نگاہ شنید  
حالی گوشہ نشین ہم ز جگر آہ کشید

اے جل گرتن بیجاں تہ خاکش پیری  
نتوانی کہ نکو نایش از یاد بری

## قصیدہ در تہنیت عید الفطر بجناب اب ہر آسماں عاہ بہادر مرحوم

صباح نوروز و عید شام تو باد	صباح روز و شب بکام تو باد
بر تو تہ خندہ و بکام تو باد	عید سال ہزار و سید و شش
آسماں منقش ز نام تو باد	شاہ نامیدہ آسماں جاہست
نظم اوستا تم از قیام تو باد	شاہ کت ملک را سپردہ عنان
خلق خرسند از نظام تو باد	شاہ از رائے شست فلخ بال
فیتنہ با مردہ از حسام تو باد	آزد و ناست زندہ از کرمت
از بقائے شہ و دوام تو باد	گنج معمور و ملک آبادان
محکم از پشتی نظام تو باد	قصر والا اسابن ملک نظام
خیرہ و سرکش است راہم تو باد	ہر کہ در چار سوسے ملک نظام
عفتوں از خصم انتقام تو باد	شرساری عقوبتے است عظیم
خوشنما ہرچو لطف عام تو باد	در سیاست گروہ برابر دیت
یارب آن برق در نیام تو باد	برق تیغ تو خشک و تر سوزست
ہمہ در ضبط اہتمام تو باد	عدل ز انسانکہ وجہ بہت شست
شرع خیر الوزے امام تو باد	در قضایاے صعب ملت دین



در امور عظام دولت و ملک	بخداوند عتقاد تو باد
مقصد خلق طوف و رگه شست	پرسش حال شان مرام تو باد
ساز و برگ و عاے مظلومان	مایه عیش مستدام تو باد
برزبان خلق راستبایش شست	در دل حسلق احترام تو باد
اسے مدار المہام ملک و کن	فتح و ہما خود از ہمام تو باد
تا بنوشند باوہ اندر جام	باوہ خوش ملی بجام تو باد
تا فشانند وانه در تہ دم	دل عالم اسیر دام تو باد
ہر شیبے کہ ناگوار آید	دور پیوستہ از مشام تو باد
ہر نیبے کہ از جان خمینو	طرب اچیر در خیام تو باد
در جہاں ہر کہ بہت چوں حالی	طالب کام و ناز و نام تو باد

### قصیدہ در تہذیب صحیحی بجناب نواب اسرار آسمان حاجہ بہادر اللہ اللہم کا عالی نظام

عیدِ اضحیٰ کہ قسریں باد و رودش ظفر	باد بفرج تہذیب عیدِ رمضان مستخ تر
نائب سلطنت نواب بشیر الدولہ	عمدۃ الملک فلک جاہ امیر کبیر
آنکہ بر پانہ از نظم و سیاست حسن	کز پئے ملک سپر بودہ زہر فستق و شر
آہکے از لطف و کرم کردہ رواں شہر سے	کہ خسر و غار الم تہرہ بروں از کشور
آں سپہر شرف و مجد کہ در جاہ و جلال	پایہ اشس بر ترازان ہست کہ گنجد بفرک
آں میراوج کرامت کہ زوالا گہری	بے نیاز آمدہ از مدح چو ماہ از زیور

صاحبِ عادتِ قومِ ہست کہ در مریح و ثنا  
 ازل یکے جسز بہ دہیت نہ کشاید لب با  
 و اں دگر پیشتر از مریح ستاید خود را  
 جسے از شکوہ گردوں سخن آغاز کنند  
 قوسے ز مریح گراہند در تشبیب و غزل  
 بعد ازین طائفہ باشند کہ در وقتِ مریح  
 گر قصیدت دگر تمنیت این ست شعرا  
 شکہ جسز خوب کلم آلودہ ام اندر عمر  
 لاجرم خامہ میں مرحلہ پرنایا بدست  
 تمنیت خود سخنے بیش نباشد کہ در  
 و ریخ محمدتِ خوب نہ راند حرفے  
 و بعضی ہنسیر غیش و کان بچشاید  
 و رہ تشبیب و غزل روئے سخن آراید  
 و رہند بر طلبِ جائزہ بنسیا و کلام  
 آہیکہ از مادۂ تسیض تو اورار خورد  
 دل رضا چوں دیدش کز تو عوض ارد چشم  
 خامہ ز نیجاست کہ از غایت حیرت ندگی  
 پس ہماں بہ کہ کند چشم سخن را بدعا  
 تا کنند اہل سخن مریح ملوک و وزرا

ہر یکے ساز کند نغمہ بہ آہنگ و گھر  
 تا بداند کہ جسز مریح نہ دارد و سر  
 تا فریب بدل ممدوح بہ اظہار ہنسیر  
 کہ شکایت بود لا شکر بدل گتیر اثر  
 کز نمک چارہ نباشد چو بخوردند شکر  
 و مبدم حسن طلب جلوہ دہند از برور  
 فکۂ ستجاں را در مریح غسز نریاں کبیر  
 و ہین خویش بدداجی ممدوح و گھر  
 مے نہ داند کہ چساں طے کند این اہنگر  
 چوں بگویند مکرر نہ بود ہر سچ اثر  
 بتملق کندش دہر ہر شہر ستر  
 این خرافت نبود طبع زباں را در خورد  
 یست این ز غم نہ با جز بہ جوانی آہنگر  
 کردہ باشد دگر از شرم و حیا قطع نظر  
 و انکہ از نعمت تو بہرہ برو شام و سحر  
 بر سپاس کہ از اں ہیچکیش نیست سخر  
 اندیں مرحلہ نشناختہ پارا از سر  
 کہ دم عجب نہ پناہد بہ دعا دحت گر  
 تا ملوک و وزرا مریح فضل اند و ہنر

باد اوصاف تو از روح و ثنا مستغنی  
گر چه باشندی به روح تو عزیزاں مضطر  
باد رسایہ محبوب علیخان امین  
دولت آصفی از مرحدث فتسنہ و شمر

قطرہ رسپاس لطف و کرم جناب کرنل مال را امد و قتیکہ عنان ادارہ  
تعلیم پنجاب روست ایشاں بود

اولاً شکر آنکہ فرموی  
ثانیاً عذر آنکہ چندیں بار  
آن شنیدی کہ گفت افلاطون  
سچ او عاقبت بہ پایاں رفت  
راہست گویم گزاردن نتواں  
مے کنم ختم برو عاگفتار  
حاجت بندہ بے دریغ روا  
آمد از پے صدرع شما  
سچ برو آنکہ در نکو نیہا  
لیک نیکی ہمیشہ ماند بجا  
حق لطفے کہ کر وہ بر ما  
کہ نیاید ز بندہ غیر دعا

### ترتیب ماہ ہائے جلالی در نظم

باز خوروا دست و شیرست امر و ادای جوان  
باز شہر لویہ سپس مهرست و آباں بعد از  
باز خوروا دست و شیرست امر و ادای جوان  
باز شہر لویہ سپس مهرست و آباں بعد از

### مزد

چیند عنان فتنے چوں سیر شد دل از جہا  
واوند آب زندگی اما پس از تریح روپ

## شکر یہ سٹروٹن افسر محکمہ پربت از طرف عزیز می انشا اللہ تمام دیوبند

فرزانه امیر داد گروٹن	کز داد و کرم زمانه بنواخت
دستش بچرفٹ زود بره اوست	آترا که فلک ز پار انداخت
بنواخت بقتدر پایہ او	آن را که زمانه قدر نشناخت
اصلاح اوارہ نمک کرد	ز انساں کہ زہر نخلل بی پروخت
آوازہ فسگند دار گیرش	نماں گونه کہ وز دہرہ در باخت
ناخواستہ کام ماروا کرد	نما ساختہ کارمانے ماسخت
از نسبیض نیاز مندی اوست	انشا کہ ز ناز کسر برافراخت

## قطعه برین دیوان منشی اقبال حسین صاحب متخلص بہ عاشق

جو اں مرد آنادہ عاشق کہ نیت	در ہسراں خود کس مر اورا قرین
نہ صیاد و ہموارہ از حسن جشلق	پے صید ازادگان در کیس
نہ سخار و پیوستہ ز افسون نطق	کش ز آشیایاں بازو شیراز عرب
ہے بارواز چہہ اش انبساط	اگر ہر بان بہت و گر شمشکیں
نہ بینیش کہ سر کہ برابر و اں	نہ یا بیش افتادہ چہیں بر چہیں
دو سال بہت کا فسون ہر وفائش	رہو دست صبرم ز جان حزیں
دلے دیر پیوندنا آشنا	کہ بودست فارغ ز ہر وز کیس
ندانم کہ عاشق چہ افسون مہید	کہ در باخت خود را بکسرش چہیں

سیر شسته ہیبت و ادم زومت  
 کنوں رانم از طبع دیوان سخن  
 سخن ز آسماں بود وقت از زمین  
 کہ شد جلوه نثر نبوت عظیم  
 دریں روزا کہ مر و شب زماں  
 عروس سخن سے نیز زود بہ جو  
 صد آباد بر عاشق و حسرت  
 کہ در دور ناسازگار سے چین  
 ز حسنی بہ بیگانہ و آشنا  
 نشان دست گنجینہ از آستین

قصیدہ و نشان جناب تظاہر مجتبیٰ امیر صیبا اللہ خاں والی  
 دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ و قتیقہ سرائے سلا خط  
 مدرسہ اجلوم در علیگڑھ نزول جلال فرمودہ بودند این قصیدہ در خوا  
 ایشاں خواندہ شد بود

مے رسد گرفت عزت بگذرد از فدا  
 گر بہ قص آید در دیو لہ کالج دور نیست  
 مینر بانی را کہ شاہ ہے چون تو باشد مہمان  
 دولت بیدار نیست ماکہ شد مہمان ما  
 تا بدیدے پایہ اش بالاتر از وہم گماں  
 زندہ کاش امر خد بودے بانی این ریگاہ  
 از قدم شدہ بچشم خویشین دیدے عیاں  
 تا ہمہ آید ما کا ندول خود بستہ بود  
 اسے سر لہ ملت دیں اسے امیر ابن امیر  
 اسے چو باب نامدار خویش شاہے کاروان  
 دستاں عبرت ہمیشہ نہ گنجد در بیاں  
 جمل میکوشید تا نگذارد از دانش نشان  
 قصہ کوتاہ جمل دانش سالہا در جنگ بود

دولت ہندار نہ ہو سے عامی این سگا  
 شکر پتہ کز میاں بر فاست آن جنگ خلا  
 عاقبت مقبولی کلج بدین غایت رسید  
 شکر این کہ تہ نوازی کز قدم خوشستن  
 گر نوید پایہ زان نیست یارائے قلم  
 پس ہماں بہتر کہ گرد برد عا خستہ سخن  
 تا ز تعلیم بہت و تلقین مین و نیار فرغ  
 ملت افغان ز تدبیر تو اندر علم و فن  
 آں چہاں کز نوع خود و زور و طاقت برتر  
 تا بود خیر و صلاح خلق در صلح و وفاق  
 اتحاد و دولت ہندو خنداد او۔ امیر

کو ششیش بانی ہمہ بر باد و ستبے رنگاں  
 جملہ بستند بر اعدا و این کلج میاں  
 تربیت گاہ غریباں شد کز رگاہ شہاں  
 اہل کلج را فرمودی آبرو و عستہ و شال  
 و رہگو بداند کے زان نیست شیر و زباں  
 زانکہ ناید جزو عا کے خواجہ از مابندگاں  
 تا بود وابستہ با علم و عمل نظم جہاں  
 گوئے سبقت بروہ۔ باو از جملہ ایتانے زباں  
 ہچناں در علم و حکمت باو ممتاز۔ از جہاں  
 تا نہماں دوستی باو آورد امن و اماں  
 باو مستحکم بیان اتحاد جسم و جاں

در شکر یاد آوری عالیجناب ہرمانیس امیر الامرا از بیل نواب سید علیچاں  
 بہادر مستعد جنگ عالی ریاست ام پورم اقبالہم

کیست یارب کز دل آزادگاں  
 کیست کز ذکر تمبایش جہاں  
 کیست کز ذوق شنایش و رو آ  
 کیست کز عصیت نوالش چارسو  
 کیست یارب کز دل آزادگاں  
 کیست کز ذکر تمبایش جہاں  
 کیست کز ذوق شنایش و رو آ  
 کیست کز عصیت نوالش چارسو  
 کیست کز رویش بر افتد گر نقاب

دیج او جوشد چو از فوارہ آب  
 ہر کے ناویدہ میخو اند کتاب  
 خامہ نے قصہ چو برق اندر سحاب  
 قافعاں راورد ہن گردیدہ آب  
 گوئی از مشرق بر آمد آفتاب

کیست کز خویش اگر حرفے رو	دقت اخلاق شوقی باب باب
کیست کز وصفش اگر جویش نام	وزندماں ہر دل فرود آید جواب
شد نشان حاکم علیخان آنکہ نیست	جز نمودار سے ز رویش ماہتاب
روئے او نور ضمیرش را گواہ	رستے او رو سے منیرش را جواب
خوبے او آمد و لیل خوئے او	گردیلے باہریت زوڑو متاب
کیست کز اکسیر اگر پرسی نشان	بشنوی خاک و کسش از دل جوآ
چوں ز خلوت پانہد در جلوہ گاہ	یا کند در بزم جمعے را خطاب
چشمہا از گوشہا سبقت برو	گو شہا بر چشمہا آرد شتاب
بروہ رہ گوئی بہ آب زندگی	ہر کہ از لطف کلاش کامیاب
جاوواں ہاندہ ز راحت نصیب	ہر کہ از اعراض او پر پیچ و تاب
بر دلم نا دیدہ بندہ مہر او ست	اسے خوشا ز رز سے کہ بر خیزد حجاب
مہر باں بر خود گمانش کردہ ام	تا چہ بسیر کرد این فرخندہ خواب
اسے سلف را میوہ نخل امید	وسے نیاگان را دعائے مستجاب
در جہاں باشی سلف اجانشین	تا خلف زیشان بود نامستجاب
نام آبا زندہ باو از نسبت	تا پس چوید با با انتساب
تا حساب از عمر و از دولت کنند	دولت و عمر تو باو ابے حساب

۱۰ منشی کے چند سال بعد تو اب سچ خاک کو پور میں یاد فرمایا تھا۔ اس وقت اول یہ قطرہ بھیجا گیا تھا اسکے بعد راقم غور

# تذکرہ

مرثیہ جناب طالب جواد والد اول عارف جنگ ڈاکٹر سر سید احمد خاں غفرلہ

## بند اول

آہ ازیں تیر گذار اکز کماں انداختند	آہ ازیک زخم قومے نیم جاں انداختند
بے عجب کز رحلت فردے زافر اوبشر	علیے راز قیامت در کماں انداختند
بے عجب کز مردن یک پیر مرد سالخورد	تاب تپے رکودک پیر و جوان انداختند
بے عجب کز سوز اندوه و فاقات مسلمے	مردم کمرش را آتش به جاں انداختند
سپیل اند قوم نقدے بود اند کیسه	کیسه خالی مانده و نقد از میان انداختند
قوم را سرمایہ مجد و عکلا از دست رفت	بعد از ان کایں گنج را در خاک در ان انداختند
نوبہا آید و گرد بلغ قوم سید نیست	بعد از طرح خسراں جاوواں انداختند
تا قیامت گونی از تاراج ما فارغ شدند	کایں مصیبت بر سر مسلمانیاں انداختند
اہل دین بے یار و دین سبکیں بے یار ماند	ہر گہ ایں آوازہ در ہندوستان انداختند

رفت و با خود رونق بزم سلمانی بیرو  
 ملت از مرگش پشتر مرد سلمانی بیرو

## بند دوم

آہ از مرگ و ہر شوب سپیل آہ آہ	آہ کہ در ہر ناطق قوم را بود سے پناہ
عہد یاری کا و بملکت دین دولت بستہ بود	تا از تن جاں بر نیامد و اشقتے و ائم نگاہ
مشکل باریاں اگر بودے بمطوفان نوح	بر مشال کشتی نوح اندر و کوسے شناہ



عمر با کوشید تا شوید غبارِ سُو بر نطن  
 چاره با انگینت تا طرح صد اقیقت انگند  
 کاروان قوم دور افتاده بود از راهِ راست  
 در مصافِ دہر بودن دین ملت را سپر  
 سید القوم است ہر کس قم را خدمت کند  
 گرچہ از نامے تواند صد چوسید آورد  
 گر نشیند از رعیت بر دل ارکانِ شاہ  
 در میانِ حاکم و محکوم و سالار و سپاہ  
 رفت و ادبے را بہ برگداند و آورش بر  
 حج او این بود و آیش صوم این کوشش صلاہ  
 خدمت او بر سیاوت پس بود اورا گواہ  
 آنکہ لعل آرزو رنگ لالہ از خاکِ سیاہ

یک قومے کہ فرزند نشیب افتادہ اند  
 باز ہرگز در دنیا بند آنچہ از کف داوہ اند

### بند سوم

میتوان در فضل و دانش شہرہ دور شدن  
 میتوان در جاہ و ثروت گوے از قارون بجز  
 میتوان در ملک و دولت خسرو پرورد گشت  
 میتوان قطبے مان شد میتوان شد غوثِ وقت  
 چیت انسانی تمپیدن از تپ ہمایگان  
 خوار دیدن خویش را از خواری بنائے جنس  
 آتش قحطی کہ در کنعان بسوزد بلع و کشت  
 زیستن در سکر قوم و مردن اندر بند قوم  
 میتوان مقبول عالم گشت اما بچو شیخ  
 در فصاحت بچو سبحان در حسہ و تقاضا شدن  
 میتوان در زہد و طاعت غیرت صنعاں شدن  
 میتوان در زور و طاقت رستم و ستاں شدن  
 ہرچہ خواہی میتوانی شد بجز انساں شدن  
 از سموم نجد در باغ عدن پڑماں شدن  
 در شبستان تنگ دل از محنت زنداں شدن  
 بر فراز تخت مصر از تاب آں بریاں شدن  
 گرتوانی میتوانی سید احمد خاں شدن  
 بہر سو و خلق مرد و وہاں نتوان شدن

چو را خوال دیدن و در عشق اخوال زیستن

زخم پیکان خوردن و مشتاق پیکان زبیتن

### بند چہارم

درشس جھے پقلید ہرپ ہمت تاختند  
 زود دستند کایں سودانہ ہر سر را سوز  
 کار کار شیر مردان ست کز سوز ووش  
 سیتل از رہ تا دم آخر عناں را بر تافت  
 بوویا راں ز سپر تا بود - در ہر شور و شہ  
 خواجہ در فکر صلاح دین ملت در گذشت  
 جز ماست بیچ نوشتند فرزندش  
 آسے از عالم ندیدستند جز جو روجنا  
 آدمی و انگہ ز قوم مرده خیزدے شگفت

لیک چوں رفتند گامے چند دل فریاختند  
 اہل دعویے کاندیس میدان علم افراختند  
 بزم را افروختند و شمع ساں بجداختند  
 گرچہ در دانش بسے خار و خشک انداختند  
 لیکن یاراں بر شش تیغ جناسے آختند  
 لیکن اہل دین ملت قدر اوشناختند  
 چوں بنامش قرصہ در رفد نخست انداختند  
 آن چواں مرداں کہ کار اہل عالم ساختند  
 کایں جہاں مردی زیر آب گل چوں ساختند

حیف کاندہ جمع مستان ہوشیاسے بود رفت

در زمین شور و شعلے بار بار سے بود رفت

### بند پنجم

گوئے از گردش فرو مانده است چو گل راچہ شد  
 وہ بہ ویرانی کشد وقتست دو ہفتانش کجاست  
 چہرہ شد سہراں ہواں - کستم دستان کجاست  
 تارک بہر کس ندارد تاب گرز روزگار  
 قوم را بہر عتاب و چشم رسم از کس نماند

کشتی از جامے نہ جنبید - موج عناں راچہ شد  
 گلہ سرگرداں شود زود دست چو پاں راچہ شد  
 یافت فرصت اہرمن - مہر سلیمان راچہ شد  
 بر بنیاد ہر سے ایں تپک - سندان راچہ شد  
 آن لب نقریں سزا - آن چشم گریاں راچہ شد

پند ایں شیریں بیان فرمیکر دیر دل  
شد خزان و از بہار ان نسبت یاریں را خیر  
دل گرفت از زندہ گل تابست از خند لب  
آن کہ سے بخشید جاں آن باد نور ز می کجا  
آن زبان تلخ گو۔ آن تیغ عریاں را چہ شد  
آن بہار بے خزان بزم یاریں را چہ شد  
آن کلید قفل دل آن لعل خندیں را چہ شد  
آنکہ سے باریدہ قرآن ابر نیساں را چہ شد

اے صلیکدھ آنکہ کر دت شہرہ در امصار کو  
آنکہ از خاکت بگردوں برو آن مسماہ کو

### بند ششم

اے ازاں در بیشہ صدق صفا شیریاں  
آنکہ چوں دریا نبودے تیرہ از باران سنگ  
بود در امت بہ پخت منتہم از راستی  
یار پز علمش نبود و علم وافی نا در بہت  
بعد سیتل کر بنفائے قوم گذشت از وفا  
خانہ اش وافی کے مہاں سر سے قوم بود  
بعد از و کایں شت را گلزار کرد و رفت کہیت  
سعی ما مشکل نہ بعد از خواجہ مانا بر قرار  
جیش را نقد این سر عسکر خطر دار و خطر

آنکہ در سر و علن بوش یکے دل بازیاں  
آنکہ از عرش نہ گشتے صورت کوہ گراں  
اے ایں باشد درین عالم نہرے رستاں  
این نہیں بے کس سر و کز جہل پڑا نہ جہاں  
کہیت تا با شہ بر این نامہر باناں مہراں  
کہیت مر این مہماناں انیں پس نیزیاں  
ایں بنا مار احنماں۔ ایں باخمار باغبان  
جنش از لبت مجو۔ لعل جہنم فست از میاں  
گلہ را بگسترن از چو پاں زیباں از وزیاں

سہرواں را بعد از این یارب لیل اہ کہیت  
دیگر این بے دو تکان ریا رو و لخواہ کہیت

### بند ہفتم